پوٹھوہار علاقے میں زرعی حرکیات

اختتامی کلمات

جناب قاسم نواز، منیجنگ ڈائریکٹر ایس بی پی بی ایس سی

ایرڈ ایگری کلچرل یونیورسٹی، راولپنڈی

29 مارچ 2016ء

وائس چانسلر پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگری کلچرل یونیورسٹی

بینکنگ اور کاشت کار برادریوں کے ارکان

خواتین وحضرات

السلام علیکم اور سہ پہر بخیر

پوٹھوہار علاقے میں زرعی حرکیات پر آج کی کانفرنس میں تمام معزز مہمانوں اور شرکا کو خوش آمدید۔ راولپنڈی میں ہمارا فیلڈ آفس اور پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگری کلچرل یونیورسٹی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے بینکوں اور مختلف اسٹیک ہولڈرز کی شراکت سے اس تقریب کا کامیابی سے انعقاد کیا۔ خاص طور پر میں ایرڈ ایگری کلچرل یونیورسٹی کی ڈاکٹر فریدہ فیصل کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس کانفرنس کا اہتمام کرنے میں بے حد تعاون کیا اور خصوصاً میں مقررین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس موضوع پر حاضرین کو اپنے علم اور دانش میں شریک کرنے کے لیے وقت نکالا۔ زراعت کے سیکٹر سے منسلک اسٹیک ہولڈرز کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کہ ایک دوسرے سے مل کر اس شعبے کو درپیش مسائل کے ممکنہ حل پر غور وخوض کریں۔

دنیا کے غریبوں کی اکثریت، جو دو ارب سے بھی زیادہ افراد پر مشتمل ہے، ایک مشترکہ پیشے سے منسلک ہے جو کاشت کاری ہے۔ تاہم جہاں زراعت کے شعبے سے دنیا کے اتنے زیادہ غریب افراد وابستہ ہیں وہاں اس کی وجہ سے معیشت کو غربت اور غذائی عدم تحفظ کے خاتمہ نہ

ہونے والے چکر سے نکلنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ مالی سال 2014–15 میں پاکستان میں زراعت کے شعبے کی مجموعی کارکردگی میں 2.9 فیصد کی نمو ریکارڈ کی گئی جبکہ گذشتہ سال 2.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس نمو کا سبب زراعت کے تمام سب سیکٹرز کی مثبت نمو تھی۔ زراعت کا شعبہ قومی جی ڈی پی میں 20 فیصد سے زائد کا حصہ دار ہے، تقریباً 43.5 فیصد دیہی آبادی کا روزگار اس شعبے سے وابستہ ہے اور اس میں ترقی کے بہت سے امکانات ہیں جن کو ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس شعبے کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

حکومت پاکستان نے زراعت، خصوصاً چھوٹے کاشت کاروں، کو فنانسنگ بڑھانے کے لیے بہت سے پروگرام اور اسکیمیں شروع کی ہیں۔ اسٹیٹ بینک اور کمرشل/اسپیشلائزڈ بینک ان اسکیموں کا بھرپور فائدہ پہنچانے کے لیے کوششیں کر رہے ہیں تاکہ مالی شمولیت اور معاشی ترقی کے دوررس اثرات مرتب ہوں۔ زراعت کی ترقی میں وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق اہم کردار ادا کر رہی ہے اور چھوٹے کاشت کاروں پر اس کی خاص توجہ ہے۔ وزارت ان کاشت کاروں کو مارکیٹ سے منسلک کرنے کے لیے امداد فراہم کر رہی ہے، اور ملک میں زراعت کی ترقی کے لیے جدید ترین فارم ٹیکنالوجی، بیجوں کی بہترین قسمیں اور متعدد دیگر جدتیں متعارف کرائی جا رہی ہیں تاکہ زراعت پر مبنی برآمدات کو فروغ ملے۔ شراکتی طریقہ کار سے زراعت کے شعبے سے متعلق حکومت کی اسکیموں اور منصوبوں کی کارکردگی اور اثرانگیزی میں بلاشبہ اضافہ ہوگا۔ ملک کا باضابطہ مالی شعبہ اس مقصد کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کو تیار رہے۔

اسٹیٹ بینک اور ایس بی پی بی ایس سی ملک میں مالی شمولیت بڑھانے اور زراعت کے شعبے تک قرضے کی رسائی میں اضافہ کرنے کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ ہمیں احساس ہے کہ عوام کو شدید غربت سے نکالنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اس شعبے پر توجہ مرکوز کی جائے جو کروڑوں افراد کے روزگار کا وسیلہ ہے۔

خواتین وحضرات!

زراعت کے شعبے کو مالی خدمات کی فراہمی بڑھانے کے لیے ہمیں متعدد رکاوٹیں ہٹانی ہوں گی جو اس شعبے کی مالی ضروریات کی راہ میں حائل ہیں۔

اس شعبے کو اس وقت جن مشکلات کا سامنا ہے وہ یہ ہیں:

- خام مال کی بلند لاگت
- خام مال کی رسد کے معیار، مقدار اور بروقت دستیابی کے مسائل
- بین الاقوامی منڈیوں میں اجناس کی گرتی ہوئی قیمتیں
- فصلوں کی کم پیداوار جو ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے غذائی تحفظ کے لیے براہ راست خطرہ ہے
- مختلف بینکاری خدمات کے متعلق آگاہی کی کمی
- زرعی قرضے کی غیر رسمی منڈی
- مصنوعات میں جدت پسندی اور تنوع کا فقدان
- پانی کی قلت۔ اپنے نامناسب استعمال کی بدولت پاکستان کا شمار دنیا کے سب سے زیادہ پانی کی کمی کا شکار اقوام میں ہوتا ہے
- کیڑوں اور لائیوسٹاک میں بیماریوں کے مسائل
- چھوٹے کاشت کاروں کی محدود مالی گنجائش
- مالی خواندگی کا فقدان
- کٹائی کے بعد کے نقصانات (اناج کا ضائع ہونا)
- انفراسٹرکچر/ ذخیرہ کاری کی نامناسب سہولتیں
- ٹیکنالوجی میں اختراعات کی کم شرح
- کاشت کاری کی جدت پسندانہ تکنیکوں کا محدود استعمال

مجھے یقین ہے کہ مالی شعبے نے نہ صرف ان مشکلات کا مضبوطی سے سامنا کیا، بلکہ نمو بھی حاصل کی ہے۔ گذشتہ برسوں کے دوران ہم لازمی قرضے کے نظام سے ایک زیادہ شفاف اور مارکیٹ پر مبنی ماڈل پر منتقل ہو چکے ہیں جس میں اسٹیٹ بینک زرعی فنانس کی ترقی کی رفتار بڑھانے کے لیے مالی اداروں کے ایک سہولت کار اور ترقیاتی شراکت دار کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک ہر شراکت دار مالی ادارے (Participating Financial Institution) کی مشاورت سے ان کے لیے زرعی قرضوں کی تقسیم کے سالانہ علامتی اہداف (indicative targets) مقرر کرتا ہے جنہیں گورنر اسٹیٹ بینک کی زیر صدارت منعقد ہونے والے Agricultural

Credit Advisory Committee کے اجلاس میں حتمی شکل دی جاتی ہے۔ یہ لازمی قرضہ نظام کے مقابلے میں انقلابی تبدیلی ہے جسے اسٹیٹ بینک نے جولائی 2005ء میں ختم کر دیا تھا اور جس کے تحت اسٹیٹ بینک جہاں رقوم کی وصولی ممکن نہ ہو وہاں پر جائز نقصانات میں شراکت دار تھا جبکہ دیے گئے اہداف پورا نہ کرنے پر انہیں سزا بھی دی جاتی ہے۔ آج اس مارکیٹ پر مبنی ماڈل کی اثر انگیزی کا مشاہدہ زرعی قرضوں کی تقسیم میں اضافے سے کیا جا سکتا ہے جو مالی سال 2006ء کے 137.5 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 15ء میں 515.9 ارب روپے تک پہنچ چکے ہیں جو تقریباً 375 فیصد اضافے کو ظاہر کر رہا ہے۔

میں اب آپ کو بعض دیگر اقدامات سے بھی آگاہ کرتا ہوں جو اسٹیٹ بینک نے نظام میں گہرائی، شمولیت، کارگزاری اور استحکام لانے کے لیے کیے ہیں:

- مستقل رہنمائی اور پائلٹ منصوبوں کے ذریعے value chain اور warehouse receipt فنانسنگ کو اختیار کرنے کے لیے زرعی فنانسنگ میں اختراعات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔
- فصل اور لائیوسٹاک بیمہ قرضہ اسکیموں اور کریڈٹ گارنٹی اسکیموں کے ذریعے خطرے کے انتظام کو بڑھایا گیا تاکہ بینکوں کی مدد کی جا سکے کہ وہ کاشت کاروں کو قرضے دیں، خاص طور پر چھوٹے کاشت کاروں کو۔
- گذشتہ برسوں کے دوران اسٹیٹ بینک نے زرعی شعبے کو ترقی دینے کے لیے بعض اسکیمیں متعارف کرائی ہیں یا وہ عملدرآمد کے مرحلے میں ہیں جن میں ''زرعی پیداوار کی ذخیرہ کاری کے لیے قرضہ سہولت (ایف ایف ایس اے پی)'' شامل ہیں۔
- زرعی value chain کی مختلف سرگرمیوں کی فنانسنگ کے لیے دانشمندانہ طریقوں پر مبنی زرعی فنانسنگ کے Prudential Regulations پر نظر ثانی کی گئی ہے اور بینکوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ مالی استحکام اور بینک کے خطرے کے انتظام پر سمجھوتہ کیے بغیر زرعی شعبے کو قرضوں کی فراہمی بڑھانے کے لیے مؤثر اور مارکیٹ پر مبنی پالیسیاں تشکیل دیں۔
- اسٹیٹ بینک نے زرعی شعبے میں مصنوعاتی تنوع کو فروغ دینے کے لیے مختلف ہدایات وضع کی ہیں جن میں دیگر کے علاوہ باغبانی، ماہی گیری، لائیوسٹاک، مرغبانی اور زرعی پانی کے موزوں انتظام سے متعلق ہدایات شامل ہیں۔
- اسٹیٹ بینک مالی خواندگی کے پروگراموں کے ذریعے کاشت کاروں اور مقامی اور بین الاقوامی ماہرین کے ذریعے مالی خدمات فراہم

کرنے والوں کی استعداد کاری میں بھی جامع کردار ادا کر رہا ہے جو مالی خدمات فراہم کرنے والوں کو خدمات کی فراہمی میں بہتری اور منافع میں اضافے کے لیے ان کے طرز فکر کو بدلنے میں معاونت کر رہے ہیں۔

زرعی شعبے کی ترقی اور زرعی قرضوں کے فروغ کے لیے اسٹیٹ بینک سے تعاون کی خاطر ایس بی پی بی ایس سی اس کے ساتھ قریبی تعلق رکھ کر کام کررہی ہے تاکہ ان قرضوں کے سلسلے میں گہرائی، شمولیت، کارگزاری، اور رسائی کو بہتر بنایا جائے۔ اس مقصد کے لیے ایس بی پی بی ایس سی نے جو اہم سرگرمیاں اور اقدامات کیے ہیں ان میں سے چند ایک آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا:

 اسٹیٹ بینک زرعی قرضوں کے اجرا کے جو سالانہ علامتی اہداف (indicative targets) مقرر کرتا ہے ان اہداف پر پیش رفت کے سلسلے میں ایس بی پی بی ایس سی علاقائی سطح پر شریک مالی اداروں پر کڑی نظر رکھتی ہے۔ رواں مالی سال بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں کو 600 ارب روپے کا ہدف ملا تھا جس میں سے آٹھ ماہ یعنی جولائی 2015ء سے فروری 2016ء تک کے دوران بینکوں اور ترقیاتی مالی اداروں نے مجموعی طور پر 332.8 ارب روپے کے زرعی قرضے جاری کیے یعنی 55.5 فیصد ہدف پورا کرلیا، حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 288.7 ارب روپے جاری کیے جا سکے تھے، یوں اس سال ہدف پورا کرنے میں 15.3 فیصد بہتری آئی ہے۔

 چھوٹے اور دیہی کاروباری اداروں کے لیے ایس بی پی بی ایس سی 2010ء سے کریڈٹ گارنٹی اسکیم پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کر رہی ہے، اور 16 ہزار سے زائد قرضوں کو کریڈٹ گارنٹی کا تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ اب تک 12.4 ارب روپے کے قرضے جاری کیے جا چکے ہیں اور فی الحال 29 پی ایف آئی اس اسکیم میں شامل ہیں۔

 اسٹیٹ بینک کی طرف سے ایک اور کام ایس بی پی بی ایس سی کو سونپا گیا اور وہ کام ہے چھوٹے اور پسماندہ کاشت کاروں کے لیے کریڈٹ گارنٹی اسکیم پر عمل درآمد کرنا۔ یہ اسکیم رواں سال اسٹیٹ بینک نے شروع کی اور وفاقی حکومت اس کی فنڈنگ کر رہی ہے، اسکیم کے تحت ان چھوٹے اور پسماندہ کاشت کاروں کو قرضے کی فراہمی میں مدد دی جائے گی جن کے پاس رہن یا ضمانت دینے کو کچھ نہیں ہوتا۔

 اسٹیٹ بینک کی پالیسیوں اور اقدامات کے بارے میں آگاہی کے لیے بی ایس سی کے 13 فیلڈ آفسز میں ایگری کلچر فنانس فوکس گروپوں کے ششماہی اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس موقع کو استعمال کرتے ہوئے اہم علاقائی اسٹیک ہولڈرز سے ان کی آرا حاصل کی جاتی ہیں اور اہم مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے تاکہ انہیں حل کیا جا سکے۔ ان اجلاسوں میں بینکوں، مقامی چیمبروں، کاشت کار انجمنوں، اور تعلیمی ماہرین کی طرف سے بھرپور شرکت ہوتی ہے۔

 زرعی قرضے لینے والے افراد کی بڑی تعداد چونکہ غیر رسمی شعبے میں کام کر رہی ہوتی ہے اس لیے وہ ایسی پالیسیوں اور اسکیموں سے عام

طور پر ناواقف ہوتے ہیں جوان کے لیے مفید ہوسکتی ہیں۔ اس کمی کو محسوس کر کے ایس بی پی بی ایس سی کے فیلڈ آفسز میں مقامی اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ آگاہی کے سیشن باقاعدگی سے منعقد کیے جاتے ہیں۔ آج اس تقریب میں شرکا کی تعداد کو دیکھ کر اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ سیشن پالیسیوں کے بارے میں آگاہی کے لیے مؤثر ہیں، اور اس شعبے کے فریقوں میں مکالمہ بہتر بنانے میں مدد دے رہے ہیں۔

خواتین وحضرات!

زرعی قرضوں کی صورت میں جو کاروباری مواقع دستیاب ہوتے ہیں ان مواقع سے بینک پہلے کے مقابلے میں آج زیادہ کامیابی کے ساتھ فائدہ اٹھارہے ہیں۔ شروع شروع میں چند ایک بینک زرعی شعبے کو قرضہ دینے پر آمادہ تھے، لیکن آج بہت سے بینک اپنے زرعی صارفین کو یہ قرضے دے رہے ہیں، ان میں اسلامی اور مائکروفنانس بینک بھی شامل ہیں۔

اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں زرعی قرضے کے بارے میں آگاہی بڑھ رہی ہے، اور بینک بھی اپنے زرعی صارفین کی کاروباری ضروریات کو پہلے سے بہتر سمجھنے لگے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ بینکوں اور کاشت کار طبقے دونوں میں جو جھجک اور ہچکچاہٹ تھی وہ ختم ہو رہی ہے۔ اس سے قطع نظر، تمام متعلقہ فریقوں کے تصورات میں بڑی تبدیلی لانے کی اب بھی ضرورت ہے تاکہ زرعی قرضوں کو مطلوبہ مہمیز دی جائے۔ ہمیں قریب قریب واقع علاقوں اور متعلقہ فریقوں کے مابین نئے روابط بنانا ہوں گے تاکہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لیے ہم آہنگی، تعاون اور خوشحالی چھوڑ کر جائیں۔

ترقی پذیر دنیا میں زرعی شعبے کی پائیدار نمو کے لیے بین الاقوامی برادری اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ اس سلسلے میں ترقی یافتہ ملکوں کی منڈیوں تک رسائی حاصل کرنا نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اس طرح ترقی پذیر ملکوں کی نہ صرف زرعی برآمدات کا شعبہ پھلے پھولے گا بلکہ ترقی یافتہ ملکوں سے ٹیکنالوجی کی منتقلی کا بھی انہیں فائدہ پہنچے گا۔

روایتی زراعتی طریقہ کار کو کم پیداوار یا زیادہ لاگت اور اکثر ان دونوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک ہی زمین پر مسلسل ایک ہی فصل کی کاشت زمین کی اوپری سطح، مٹی کی زرخیزی، زیرزمین پانی کی طاقت کے زائل ہونے اور مفید جرثوموں اور کیڑوں کے خاتمے کی وجہ بنتی ہے۔ یہ

فصل کے پودوں کو کمزور کر کے انھیں طفیلی پودوں اور جانوروں اور بیماری پھیلانے والے جرثوموں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ ہر بار کھاد اور کیڑے مار ادویات کی پہلے سے زیادہ مقدار درکار ہوتی ہے ساتھ ساتھ مٹی کو ہوا دکھانے کے لیے کاشت میں زیادہ توانائی کا استعمال، اور آب پاشی کی لاگت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ مناسب پانی کا حصول بھی مشکل ہوتا جاتا ہے۔ micronutrients کی کمی بھی بڑے پیمانے پر ملک کے مختلف علاقوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ بہت بہت زیادہ کاشت کی وجہ سے پودوں کو درکار ضروری غذائیات زمین سے نکل جاتی ہیں جس کی بنا پر زمین کی زرخیزی مسلسل کم ہو رہی ہے۔

پاکستان کی موجودہ زرعی صورتحال کے پیش نظر پیداوار اور کارکردگی کو بڑھانے کے لیے کارپوریٹ فارمنگ کا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ نئی ٹیکنالوجی متعارف کرانے، مشینوں اور دیگر سامان پر سرمایہ کاری، اور فصلوں کی پیداوار میں اضافے میں مدد دے گا اور کارکردگی کے لیے کاشتکاری کے تمام طریقوں پر ہر اعتبار سے توجہ مرکوز کرنے میں مددگار ہوگا۔ کاشت کاری کے جدید طریقوں کا استعمال صرف پاکستان کو ہی غذائی اعتبار سے محفوظ نہیں بنائے گا بلکہ اضافی پیداوار برآمد کر کے ملک کی آمدنی بڑھانے میں بھی مددگار ہوگا۔ پاکستانی کا آبپاشی کا نظام دنیا کے بڑے نظاموں میں سے ایک ہے اور پیداواریت میں بہتری وسائل خصوصاً زمین اور پانی کے درست استعمال میں مضمر ہے۔

خواتین وحضرات!

یہ وقت ہمارے بڑھتے ہوئے تعاون کو ایک مضبوط حکمت عملی پر مبنی شراکت داری میں بدلنے کا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تقریب ایک اہم کثیر جہتی ایجنڈے کے حصول کے لیے کی جانے والی ہماری مشترکہ کوششوں کے لیے دور رس ثابت ہوگی۔ آخر میں، میں زرعی شعبے سے منسلک لوگوں کی بہتری، خوشحالی اور مسلسل کامیابی، نیز ایرڈ ایگری کلچرل یونیورسٹی اور ایس بی پی بی ایس سی کے درمیان شعبہ تعلیم اور پبلک سیکٹر کے اشتراک کے تسلسل کے لیے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ اپنے شرکا کے لیے میں امید کرتا ہوں کہ ان کے سیکھنے کے لیے یہ یقیناً ایک اچھا تجربہ ہے جو زرعی سرمایہ کاری میں درپیش مسائل کے دیرپا حل کی تلاش کے لیے ان کی جدت طرازی کی صلاحیت میں اضافہ کرے گا۔

شکریہ!